*ڈاکٹر فیاض لطیف
**ڈاکٹر ریحانہ نظیر

سندھی زبان وادب پر فارسی علم وادب کے اثرات

The influence of Persian interstice on Sindhi Language on literature.

Persian is one the literary language of the world which has not only been influenced by many developed languages from many aspects but also has made impact on many languages itself. it has given a creative and healthy touch to sindhi language too.

In different periods of history many scholars, saints, sages, thinkers, preachers, poets, literary figures and man of letters like: Pir Sadaruddin, Mir Shams, Mir Moeen, Syaed Shurallah, Qalandar Shahbaz and others came from lran to sindh and made this land their permanent place of residence. Their advent in sindh revolutionized mysticism as well as transforming sindhi literature altogether. They brought novelty to mysticism and the traditional way of expression. The poetic message and the eay of expression of Hafiz Sheerazi, Umar Khayam, Romi, Jami, Rodki, Ataar, Fridosi and many other poets reached sindh in letter and spirit and the great poets and literary figure like: Qazi Qadan, Shah Lutufuallah Qadri, Makhdoom Nooh, Khwaja Muhammad Zaman, Shah Abdul Latif and Sachal Sarmast could not spare themselves from the influence of their melodious way of expression.

The reflection of the inspiration of the Persian can very easily be observed in the literary works of above mentioned man of letters.

* اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ سندھی، جامعہ سندھ، جام شورو۔fayazlatif7@gmail.com
** اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ سندھی، جامعہ سندھ، جام شورو۔rehananazir888@gmail.com

Beautiful architecture and calligraphy of lran unavoidably left a positive effect on sindh which is still discernable today at shrines and places of worship especially at Shah Jahan masjid of Thatta and graveyard of makil.

For a considerable period of time Persian remained literary, educational and the official language of sindh. Therefore sindhi language gained a great benefit from Persian in the fields of education, literature and art. The fields of Gazal, Qaseeda and Masnavi were Specially bestowed to sindhi poetry by Persian. Besides this, sindhi language also borrowed innumerable words, idioms, adages and accents from Persian which merged into sindhi in such a way that instead of looking alien they look a precious asset to sindhi language today. One the whole, Persian language, literature, culture and civilization have had multidimensional effects on sindhi language and literature which have made sindhi literature rich vocabulary and expressions.

ایران کی شہرت کا حوالہ صرف باغات اور گل وگلزار ہی نہیں بلکہ اس خطے کو علم وادب کی زرخیز زمین کا اعلیٰ اعزاز بھی حاصل ہے۔اس مٹی نے فردوسی، رودکی، حافظ، خیام، رومی، عطار، جامی اور کیسے کیسے علما، ادبا اور شعرا کو جنم دیا، جن کے فکر وآ گہی کی مہک سے عالم انسانیت اور خاص طور پر جہان علم ودانش نے بڑی تاثریت اور تازگی حاصل کی ہے۔

ایران عہد قدیم سے تہذیب کے حوالے سے دنیا کی چھے ایسی بڑی تہذیبوں میں سے ایک رہا ہے۔جن کے نام آج بھی بڑی عزت واحترام سے لیے جاتے ہیں، ان ممتاز تہذیبوں میں مصر، یونان، چین، ہندوستان اور ایران کے نام شامل ہیں۔مذکورہ تہذیبوں میں سے غالبًا ایرانی تہذیب ہی ہے، جس کو اہل فارس نے ابھی تک قدیم تاریخ، تہذیب، ثقافتی وادبی روایات کے ساتھ نہ صرف زندہ بلکہ متحرک اور اعلیٰ اقدار سے قائم رکھا ہے، جب کہ دوسری شاید ہی کوئی قدیم تہذیب ہو، جو اپنی روایات کو کلی طور پر قائم رکھ سکی ہو۔فارسی زبان کا شمار چند ایسی قدیم خوشحال زبانوں میں کیا جا سکتا ہے، جس پر ہندوستان کی بیشتر زبانوں کا انحصار رہا ہے۔صرف یہ ہی نہیں ایران کی تہذیب، ثقافت اور فکر وفن کے اثرات پورے برصغیر پر پڑے ہیں۔

کتاب ''Legacy of Persia'' کے مصنف اے جے آربری لکھتے ہیں کہ، '' قدیم فارس کی تہذیب وثقافت نے صرف اپنے قرب وجوار ہی کو متاثر نہیں کیا بلکہ تمام دنیا کے لیے ایک تہذیب ورثہ بن گئی اور یہ اسی تہذیب کا خاصہ ہو سکتا ہے، جو اپنے عروج کے لحاظ سے نصف النہار پر ہو کیونکہ ثقافتی ورثہ کسی شعوری کاوشوں سے حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ تہذیب خود اپنی ضیا پاشیوں سے

دنیا کے تاریک گوشوں کو منور کرتی ہے۔''۱۔ فارسی زبان کی قدامت کے سلسلے میں پروفیسر جلیل الرحمٰن اپنی کتاب، تہذیبی اساس میں لکھتے ہیں۔ ''فارسی زبان وادب کی قدامت ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ تاریخی شواہد اسے یونانی زبان کے ہم پلہ ثابت کرتے ہیں، چنانچہ تحریری دستاویزات کے ذریعے فارسی زبان آج سے تقریباً ۲۷ سو سال پہلے بھی مروج تھی، اگرچہ اس سے بھی 13 سو سال قبل فارسی زبان کے آثار ملتے ہیں، لیکن فارسی زبان وادب کا سرمایہ دوسری زبانوں میں منتقل اس وقت ہوا جب زرتشتی تعلیمات مغربی اقوام تک پہنچیں۔۔۔۔ساتویں عیسوی صدی تک فارسی ادب پر زرتشت اور اسلام کی تشہیر کا رنگ غالب رہا، جس سے بالخصوص عربی ادب کا دامن وسیع ہوا۔ جہاں تک خالص ادب اور شاعری کا تعلق ہے، وہ بلاشبہ کسی بادشاہ کے درباری جشن کا ثمر ہے لیکن جونہی فارسی زبان اہل فارس کی ادبی زبان بنی، یہ مشرق کی تمام زبانوں سے زیادہ شیریں، فصاحت و بلاغت میں جامع اور قلبی واردات و ذہنی تصورات کی ترجمانی کے لیے انتہائی موثر اور اعلیٰ ابلاغ کی قدروں کی حامل ثابت ہوئی۔''۲ یہ ہی سبب ہے کہ حافظ شیرازی، رومی، عمر خیام اور سعدی سے لے کر جامی اور شمس تبریز تک ان کی شاعری کے نہ صرف مشرقی زبانوں میں بلکہ مغربی زبانوں میں بھی سیکڑوں تراجم ہوئے ہیں۔ جن سے مشرق و مغرب کے اہل علم اور فارسی زباں وادب کی قرابت اور رشتے کا تعلق ہے، تو وہ بہت قدیم اور دیرینہ ہے، جس کی قدامت پانچ سو سال سے زائد بتائی جاتی ہے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ اور ایران کے آپس میں ادبی، سماجی اور ثقافتی حوالے سے خوشگوار اور تعمیری تعلقات رہے ہیں۔ ایران کی وہ قومیں جو خود کو ''اری یا ائیرای'' کہلواتی ہیں، وہ ان قبائل میں سے ہیں، جو دریا سندھ اور گنگا کے کنارے آکر آباد ہوئی تھیں۔ اس لیے ایران اور سندھ کے باشندوں کے لیے اوائلی مذہبی، ثقافتی و سماجی رسوم اور ادبی و لسانی اظہار و احساس میں یکسانیت اور ہم آہنگی ملتی ہے۔ اس کے علاوہ ہڑپا اور موہن جو دڑو سے کچھ ایسی اشیا بھی ملی ہیں، جو ایران کے قدیم آثاروں سے ملنے والی چیزوں سے بہت مماثلت رکھتی ہیں۔ ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ عہد قدیم سے سندھ اور ایران کے گہرے تہذیبی، تاریخی، ثقافتی اور سماجی تعلقات رہے ہیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ آریا باشندوں کی مختلف مما لک سے نقل مکانی سے ان کی زبان، تہذیبوں و تمدن اور ثقافت کے مختلف مقامی آبادیوں پر اچھے اثرات پڑے۔ خاص طور پر ایران کے گشتاسپ اور ساسانی حکمرانوں کے دور میں سندھ پر وہ اثرات بڑی حد تک رہے۔ انھوں نے سندھ میں نہ صرف بہمن آباد جیسے شہر تعمیر کرائے بلکہ وہ فنون، ادبیات، مذہبی، تعلیمات اور شعر و شاعری کا بڑا ذخیرہ ساتھ لے آئے، جن سے مقامی باشندے بہت مستفیض ہوئے۔ ارغون حکمران شاہ بیگ اور اس کے بیٹے شاہ حسن، جو فارسی زبان کا اچھا شاعر تھا اور سپاہی تخلص استعمال کرتا تھا، ان کی حکمرانی میں سندھ میں فارسی زبان اور ادب کی بڑی پذیرائی ہوئی۔ ترخان دور میں سندھ تاریخ، لوک داستان اور لوک شاعری کے فارسی زبانوں میں تراجم ہوے۔ مغل شہنشاہوں کے ایرانی حکمرانوں سے اچھے تعلقات تھے، اس لیے یہاں ایران کے شاعروں اور ادیبوں کا آنا جانا عام تھا، اس لیے سندھ میں فارسی زبان کا بڑا چرچا ہوا۔

فارسی زبان کا اثر اکبر اعظم کے دور میں اس وقت بڑھا جب اس نے ہندی زبان کے بجائے فارسی کو دفتری زبان کے طور پر رائج کروایا۔ اس کے علاوہ مختلف ادوار میں ایران کے کئی عالم، درویش، مفکر، شاعر، ادیب، اہل قلم، اہل علم اور صوفی صفت انسان آئے، جنھوں نے سندھ پر تصوف کے ہا کاری اثرات ہوئے اور سندھی زبان و ادب میں تصوف کے فکر، احساس اور فلسفے کی نئی بنیاد پڑی. حافظ شیرازی، عمر خیام، رومی، جامی، رودکی، عطار، فردوسی، اور کئی دوسرے شعرا کی شاعری کی طرف۔ احساس و آواز سندھ تک پہنچی، جس سے قاضی قادن، شاہ کریم، شاہ لطف اللہ قادری، مخدوم نوح، خواجہ محمد زمان، شاہ لطیف اور سچل سرمست بہت متاثر ہوئے۔ سندھ پر ایران کی عمارت سازی اور خطاطی کا بھی بڑا اثر ہوا ہے، اس کے آثار آج بھی سندھ کی کئی مزاروں اور عبادت گاہوں، خاص طور پر ٹھٹھہ کی شاہ جہان مسجد اور مکلی کے قبرستان میں موجود ملتے ہیں۔

سندھ میں فارسی زبان کا بڑا فروغ محمود غزنوی کے دور میں ہوا۔ سومرا دور سے لے کر، سمہ، ارغون، ترخان، کلہوڑا، تالپور اور انگریز دوور تک پہنچتے پہنچتے فارسی زبان سندھ میں نہ صرف بامِ عروج پر پہنچی بلکہ اس کو تعلیمی، دفتری، درباری اور علمی زبان کا درجا بھی حاصل رہا۔ اس طرح یہ زبان سندھ میں خاص و عام کی زبان بن کر اعلیٰ اور بلند مرتبہ زبان بنی۔ یہ ہی وہ دوور تھا، جس میں ''فارسی گھوڑی چاڑھسی''، جیسی کہاوتیں زباں زد عام ہوئیں۔

سندھ کے حکمرانوں میں ارغون، ترخان اور مغلوں کی مادری زبان فارسی تھی، اس لیے انھوں نے سندھ میں ہر لحاظ سے فارسی کی ترقی و ترویج کے لیے اپنا کردار ادا کیا۔ اس دوور میں فارسی زبان، علم، ادب اور ثقافت کے حوالے سے اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ فارسی شعر و ادب کو مقامی باشندوں نے خلوصِ دل سے اپنایا۔ فارسی زبان میں سندھ کی تاریخ پر، تاریخِ معصومی، تاریخِ طاہری، حدیقۃ الاولیاء، بیگلار نامہ، تاریخ طاہری، مظہر شاہ جہانی، ترخان نامہ، چچ نامہ، اور تحفۃ الکرام جیسی اہم کتابیں تحریر کی گئیں۔

جام نظام الدین، سندھ کے ایک عادل اور انصاف پسند حکمران تھے، انھوں نے خود فارسی زبان میں شاعری کی۔ اس کے علاوہ قلندر لعل شہباز، علامہ محمد معین ٹھٹھوی، محمد محسن، شیوک رام عطارد، سید عظیم الدین، غلام علی مائل، میر علی نواز علوی، میر کرم تالپور، میاں سرفراز، ابوتراب کامل، میر علی شیر قانع، سید ثابت علی شاہ، نواب ولی محمد لغاری، قادر بخش بیدل، مخدوم ابراہیم، غلام محمد شاہ گدا، میر عبدالحسین سانگی، غلام علی ملاح، سچل سرمست، طالب آملی، غازی بیگ، جانی بیگ، عبدالحکیم عطار، چیندر یان مہتا، محمد رضائی، میر لطف علی خان، مخدوم نوح اور سیکڑوں دیگر شعرا کا فارسی کلام سندھ کے ادبی ذخیرے میں موجود ہے۔

چند شعرا کے فارسی کلام کے نمونے مثال کے طور پیش کرتے ہیں۔

زعشق دوست ہر ساعت درون ناری رقصم
گہہ برخاک می غلطم گہہ برخار می رقصم (قلندر شہباز)

اگر ہوشمندی و پاکیزہ رای۔ بہ میخانہ شوزیں سپنجی سرای

بہ سوی خرابات گامی بزن۔ ز دست سبو چند جامی بزن (طالب آملی)

ازوطن آوارہ چوں یوسف زاخوں گشتہ ام

کاش لطف حق زلیخا ساخریداری کنند۔ (چندریان مھتا)

سندھ کے شعرا نے نہ فقط فارسی زبان میں شاعری کی ہے لیکن انھوں نے فارسی شعرا کے فکروفن کے اثرات بھی قبول کیے ہیں۔حضرت سچل سرمست نے جو فارسی زبان میں شاعری کی ہے اس میں آپ نے اپنے لیے' آشکار' تخلص استعمال کیا ہے اور انھوں نے منصوری روایت کو قائم رکھتے ہوئے ''اناالحق'' کا نعرہ بھی بلند کیا ہے۔آشکار کے کلام پر فارسی زبان کے معروف صوفی شاعر احمد جام کے گہرے فکری اثرات نظر آتے ہیں۔دونوں بزرگ منصور حلاج کی فکر کے پیروکار ہیں اور اس کے نعرۂ اناالحق کے پاسدار اور شارحین ہیں۔احمد جام کا شعر ہے:

یاچہ منصوری طریقت درہواری عشق او

بیدل و بیجان شود قوالے اناالحق زندہ

اور آشکار اس کی تائید اس طرح کرتا ہے:

می زنم نعرہ انا الحق آشکار

اندرین آخر زمان منصور وار

سچل سرمست کی ایک معروف مثنوی جس میں یہ مصرع بار ہا آئی ہے:

''من خدایم من خدایم من خدا''

حضرت احمد جام کے دیوان میں بالکل اسی وزن پر ایک غزل موجود ہے، جس کی مطلع یہ ہے:

باخدایم وخدایم ازشما

درحقیقت من خدایم من خدا [۳]

جب ہم فارسی زبان وادب کے سندھی زبان وادب پر اثرات کی بات کرتے ہیں تو یقیناً ہمیں کئی مثالیں نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ فارسی زبان کے بے شمار الفاظ، اصطلاح اور ضرب الامثال سندھی زبان میں اس طرح پیوست ہوگئے ہیں کہ اب انھیں الگ کرنا ممکن نہیں۔ایسی چند امثال ذیل میں پیش کررہے ہیں۔

''سندھی زبان کی حروف تہجی میں 'پ'، 'چ' اور 'گ' فارسی زبان کے حروف ہیں۔اس کے علاوہ 'دل'، 'حسن'، 'عشق'، 'عاشق'، 'دلبر'، 'جنگ'، 'آواز'، 'آرام'، 'خوشی'، 'شادی'، 'آباد'، 'برباد'، 'شاہ'، 'شھنشاہ'، 'اگر'، 'مگر'، 'البتہ'، 'لیکن'، 'اکثر'، 'آخر'، 'آئندہ'، 'بغیر'، 'جلد'، 'ہر

گز'، وغیرہ فارسی زبان کے ایسے الفاظ ہیں جنھیں اب سندھی زبان سے الگ کرنا ممکن نہیں۔سندھی زبان میں بہت عرصے تک فارسی کا ناکاری لفظ 'مَ' 'نہیں' کے معنوں میں عام طور پر مستعمل رہا ہے'' [۴] سندھ کے عظیم کلاسیکی شاعر حضرت شاہ عبداللطیف نے اس لفظ کو اپنے کلام میں بارہا استعمال کیا ہے۔ مثلاً:

عاشق چَئو مَ اُن کي، مَ ڪِي چَئو معشوق

خالق چَئو مَ خام تون، مَ ڪِي چَئو مخلوق

(تم ان کو نہ عاشق کہو نہ معشوق، نہ خالق کہو، نہ ہی مخلوق)

مَ ڪر دول دلو، ناتو نماڻيءَ سين

(میرے محبوب مجھ سے تعلق مت توڑو)

حق حقيقي هيڪڙو، ٻولي ٻِي مَ ٻُلُ

(حق اور حقیقت ایک ہی ہے، اس میں شک وگمان کی کوئی گنجائش نہیں)

مَ ڪَرِ سِڌَ سَري جي، تون تارِئين ٿُوهُ

(اگر تم سچ کے حامی ہو تو سر کی پرواہ مت کرو)

ويجَ! مَ ٻُڪِي ڏي! الا چَڱِي مَ ٿِيان !

(ڈاکٹر مجھے علاج مت دو، میں بیمار ہی بہتر ہوں، اسی بہانے محبوب سے ملاقات تو ہوگی)

پائي ويهُ مَ پَلَنگين، ڳچي ۽ سِرِ ڳانو

(تم پلنگ پر بیٹھ کر، سر میں مالھا مت پہن کر بیٹھو)

ڪُوڙو تُون ڪُفرَ سين، ڪافرُ مَ ڪوٺاءِ

(تم کفر سے ہی سچے نہیں، کافر کیسے کہلواتے ہو)

سندھی زبان میں اب تک کئی فارسی اصطلاحات، اشعار اور جملے اتنے مقبول ہیں کہ انھیں ترجمہ کیے بغیر خاص و عام سمجھ سکتا

ہے مثلاً: 'اول طعام بعد کلام'، 'نشستن، گفتن، برخواستن'، 'ہمت مرداں، مددِ خدا'، 'شاعری جزویست از پیغمبری'، 'اول خویش بعد درویش' وغیرہ اسی طرح فارسی زبان کی چند ضرب الامثال دیکھیں جن کا سندھی زبان میں جوں کا توں ترجمہ مروج ہے۔

فارسی — سندھی

چاہ کندان را چاہ درپیش .... جيڪو ٻي لاءِ کڏ کٽندو، سو پاڻ ان ۾ ڪرندو

(جو دوسروں کے لئے کھائی کھودتا ہے، خود ہی اس میں گرتا ہے)

راہ راست بہ روگر چہ دوراست .... توڙي هجي وَلو ته به پنڌ هجي پڌرو

(فاصلہ زیادہ ہی اچھا لیکن راستا سیدھا ہونا چاہئے)

آب ندیدہ موزہ کشیدہ .... پاڻي ڪان اڳ لتا لاهڻ [۵]

(پانی سے پہلے کپڑے اتارنا)

فارسی زبان کے ساتھ ساتھ فارسی ادب خاص طور پر فارسی شاعری کے بھی سندھی کلاسیکل اور جدید شاعری پر گہرے اثرات نظر آتے ہیں۔ خاص طور پر شاہ عبدالکریم، شاہ عبداللطیف بھٹائی، سچل سرمست، نور محمد خستہ، سید ثابت علی شاہ، میر عبدالحسین سانگی، خلیفو گل محمد، نواز علی نیاز جعفری، میاں علی محمد قادری وغیرہ کا کلام کسی نہ کسی طرح فارسی ادبیات سے متاثر نظر آتا ہے۔ ان شعرا کے کلام پر فارسی زبان وادب کے فنی، فکری اور لسانیاتی اثرات کے حوالے سے چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

''مولانا رومی کا مشہور شعر ہے:

خار را از چشم دل گریہ کنی
چشم جاں را حق بہ بخشد روشنی

شاہ عبدالکریم نے رومی کے اسی شعر سے متاثر ہو کر ایک شعر کہا ہے، جو معنوی لحاظ سے مندرجہ بالا شعر کے بہت قریب نظر آتا ہے۔

پاڻيون جان نه ڪجن، روئي ڌوئي اکڙيون.
جَرُ ڪُجر جن اکين ۾، سي ڪيئن پرين پسن. [۶]

ترجمہ: جب تک اپنی آنکھوں کو رودھو کر صاف نہیں کیا جاتا، تب تک وہ محبوب کا دیدار نہیں کر سکتیں۔

حافظ شیرازی نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے:

حافظ! وظیفہ تو دعا گفتن است و بس
دربند آں مباش کہ بشنید یا نشید

(*اے حافظ! تمھارا کام ہے پکارنا! اس تذبذب کا شکار مت ہونا کہ اس نے سنا بھی یا نہیں؟)

حافظ کے اسی خوبصورت خیال کو شاہ لطیف نے اپنے بیت کی ایک مصرع میں اس طرح سمایا ہے۔

واکا ڪرڻ مون وَس، ٻُڌڻ ڪم ٻروچ جو. (سُر ديسي)

(میرے بس میں فقط پکارنا ہے، سننا بلوچ (محبوب کا کام ہے۔)

شیخ سعدی اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں کہ:

سعدی! حجاب نیست، تو آئینہ پاک دار

زنگار خوردہ چوں بنماید جمال دوست

(ای سعدی! کوئی پردہ (رکاوٹ) نہیں ہے، تو آئینہ صاف رکھ۔ زنگ آلود (آئینہ) یار کا جمال کس طرح دکھلائے گا؟)

شاہ لطیف نے اسی خیال کو اپنے فکری رنگ میں ڈھال کر، معمولی تبدیلی کے ساتھ بیت کی دو سطور میں کتنے خوبصورت انداز سے بیان کیا ہے:

اندرُ آئينو ڪري، پَر ۾ سو پسيج،

انهي ۽ راهہ رسيج، تہ مشاهدو ماڻيين. (سُر سهڻي)

(اپنے من کو آئینہ بنا کر اس میں محبوب کی صورت کو دیکھو۔ اس راہ پر چلو گے تو تمہیں مشاہدہ حاصل ہوگا۔)''[۷]

سندھی شاعری کی کلاسیکل روایات کے بعد فارسی شاعری خاص طور پر غزل کے حوالے سے سندھی زبان کے شعرا کی ایک بہت بڑی تعداد ہے، جس نے ایرانی غزل سے متاثر ہو کر اُسے بطورِ صنفِ سخن اپنایا، اور طویل عرصے تک فارسی غزل کے سندھی شاعری پر براہ راست کافی اثرات رہے۔ کئی شعرا نے فارسی غزلوں کی تضمین پر سندھی زبان میں غزلیں کہیں اور فارسی شاعری کے زیرِ اثر گل و بلبل، شمع و پروانہ، ساقی و مے خانہ، پیرِ مغان، ناصح اور دیگر اصطلاحات کو اپنی شاعری میں جگہ دی۔ سندھی شاعری میں بہت سے شعرا نے محبوب کا وہی تصور پیش کیا جو ایران کے شعرا اپنی غزلوں میں پیش کرتے رہے، حتیٰ کہ محبوب کے سراپا یعنی قد، زلف، رخ، لب و رخسار و دہن، چشم و مژگان تک کو بھی فارسی رنگِ تغزل میں پیش کیا جاتا رہا۔

ایران کے عظیم شاعر رودکی اور سندھ کے معروف غزل گو شاعر خلیفو گل محمد گل ہالائی کی شاعری میں کئی حوالوں سے یکسانیت نظر آتی ہے۔ نہ صرف دونوں شعرا کے زبان و بیان میں یک رنگی ہے بلکہ یہ دونوں شعرا اپنی اپنی زبان کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ فارسی غزل میں تصوف کی فکری آمیزش فریدالدین عطار، مولانا جلال الدین رومی؛ عمر خیام اور دیگر شعرا کے روحانی وجدان کے ذریعے عوام تک پہنچی، جسے غزل کے ہی رنگ میں خلیفو گل محمد گل، نور محمد خستہ اور دیگر شعرا نے سندھی خواندگان تک پہنچایا۔ فارسی اور سندھی غزل کے تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سندھ کے متعدد غزل گو شعرا نے ایرانی شعرا کے خیالات کو اپنی غزلوں میں شعوری یا لاشعوری طور پر ترجمہ کیا ہے یہ سلسلہ سندھی زبان کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر خلیفو گل محمد گل سے شروع ہوتا ہے۔ مثلاً شیخ سعدی کا ایک شعر ہے:

ہر غنچہ کہ گل گشت دگر غنچہ نہ گردد
قربان زلبِ یار گہی غنچہ گہی گل

خلیفو گل محمد اسی خیال کو سندھی زبان میں اس طرح پیش کرتا ہے۔

ہوتين تہ مکڙي وات ٿيو، پٽين تہ گل اثبات ٿيو
موهيوئي مون کي ان مام، تون شل هيئن سدا اي دوست گل. ۸

(اے میرے محبوب! تمہارے لب جب بند ہوتے ہیں تو کونپل کی طرح لگتے ہیں اور جب وہ کھلتے ہیں تو پھول بن جاتے ہیں۔ مجھے تمہاری اس ادا نے بہت متاثر کیا ہے۔)

میر عبدالحسین سانگی نے حافظ کی کئی غزلوں کو بطور تضمین استعمال کیا۔ مثلاً:

ماهہ تابان آهي اي مہ روئی رخشانِ شما
آبروئی خوبي ازچاه، زنخدانِ شما

اي زمانا تنهنجي لوڏن کان آهيون جان بلب
باز گردد یا برآید چیست فرمانِ شما۔

هي آهي مرغ هوا ۽ هو آهي دامِ بلا
خاطرِ مجموعِ ما زلفِ پریشانِ شما

عهد اهڙو آهي آيو سخت جنهن کان الامان
زینہار ای دوستان جانِ من جانِ شما

قاصدا هن شوخ بيپروهہ کي ڏج منهنجو پيام
کہ ای سرِ ناحق شناسان گوئی میدانِ شما

ٿو گهري دلبر دعا 'حافظ' سان گڏ عبدالحسين
روزی ما باد لعل شکر افشانِ شما ۹

اسی طرح سندھی زبان کے کئی شعرا نے بہت سارے فارسی شعرا کے کلام کا سندھی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ فارسی زبان و ادب کا سندھی زبان و ادب کے ساتھ صدیوں سے چولی دامن کا ساتھ رہا ہے اور اس کی سندھ کے جدید شعرا کے حوالے سی بھی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

عنوان کے مواد کے مجموعی مطالعے سے اخذ یہ ہوتا ہے کہ فارسی زبان بہت عرصے تک سندھ میں علمی، ادبی اور دفتری زبان کے طور پر رائج رہی ہے، اس لیے سندھی زبان پر اس کے بڑے اثرات پڑے ہیں۔اس کی بدولت ہی غزل، قصیدہ اور مثنوی جیسی اصناف سندھی شاعری میں مروج ہوئیں۔ رومی، حافظ، سعدی اور جامی جیسے شعرا کے صوفیانہ خیالات کے اثرات شاہ لطیف، سچل سرمست، شیخ ایاز اور دیگر شعرا پر پڑے۔اس کے علاوہ سندھی زبان نے فارسی سے کئی الفاظ، محاورے اور لسانی لہجے ادھار لے کر، ان کو اس طرح اپنایا ہے کہ آج وہ سندھی زبان کا جز محسوس ہوتے ہیں۔مجموعی طور پر سندھی زبان وادب پر ایرانی زبان، ادب، تہذیب اور ثقافت کے بہت سے اثرات رہے ہیں۔جن سے خاص طور پر سندھی زبان وادب کو فکری، فنی، لغوی اور لسانی وسعت عطا ہوئی ہے۔

حواشی:

۱۔ پروفیسر محمد جلیل الرحمان، ''تہذیبی اساس''، سنگ میل پبلیکیشن، لاہور، ۱۹۹۵ء، ص ۱۱۰، ۱۱۱۔

۲۔ ایضاً ص ۱۱۱۔

۳۔ محمد علی حداد (مرتب) ''سرمست'' (مقالہ: آشکار کی علامت پر احمد جام کے فکر وکلام کے اثرات۔مقالہ نگار: سید خضر نوشاہی) سچل سرمست یادگار کمیٹی، خیر پور ۱۹۹۸ء، ص ۴۷، ۵۲۔

۴۔ ملاح، مختیار احمد (مرتب) ''سندھی بولی بابت مقالہ ''مضمون'' (مقالہ: سندھی بولیٔ تے پارسی بولیٔ جو اثر'' مقالہ نگار: ڈاکٹر ایاز قادری) سندھی لینگویج اتھارٹی، حیدرآباد، سندھ ۲۰۱۱ء، ص ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷۔

۵۔ قادری، ایاز، ڈاکٹر، ''سندھی غزل جی اوسر''، انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی، جامشور، سندھ ۱۹۸۲ء ص ۱۶۲۔

۶۔ ملاح، مختیار احمد (مرتب) ''سندھی بولی بابت مقالہ ائیں مضمون'' (مقالہ: سندھی بولیٔ تے پارسی بولیٔ جو اثر'' مقالہ نگار: ڈاکٹر ایاز قادری) سندھی لینگویج اتھارٹی، حیدرآباد، سندھ ۲۰۱۱ء، ص ۱۵۸۔

۷۔ دانش، احسان، ڈاکٹر، ''شاہ لطیف جے شاعری جو سماجی کارج'' (مقالہ برائے پی ایچ ڈی (سندھی) قلمی نسخہ) ۲۰۱۴ء ص ۱۷۲، ۱۷۳۔

۸۔ قادری، ایاز، ڈاکٹر، ''سندھی غزل جی اوسر''، انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی، جامشورو، سندھ ۱۹۸۲ء، ص ۱۸۲، ۱۷۳۔

۹۔ ایضاً ص ۱۶۶۔

فہرستِ اسنادِ محوّلہ:

۱۔ جلیل الرحمان، محمد، پروفیسر: ۱۹۹۵ء، ''تہذیبی اساس''، سنگ میل پبلیکیشن لاہور۔

۳۔ حداد، محمد علی، مرتب: ۱۹۹۸ء، ''سرمست''، مقالہ: آشکار کی علامت پر احمد جام کے فکر وکلام کے اثرات۔مقالہ نگار: سید خضر نوشاہی) سچل سرمست یادگار کمیٹی، خیر پور۔

۳۔ دانش،احسان،ڈاکٹر:۲۰۱۴ء،''شاہ لطیف جی شاعری جوسماجی کارج''،مقالہ برائے پی ایچ ڈی،سندھی،قلمی نسخہ۔

۵۔ قادری،ایاز،ڈاکٹر:۱۹۸۲ء،''سندھی غزل جی اوسر''، انسٹیٹیوٹ آف سندھالوجی،جامشور،سندھ۔

۴۔ ملاح،مختیاراحمد،مرتب:۲۰۱۱ء،''سندھی بولی بابت مقالہ''مضمون''،مقالہ:سندھی بولئَ تے پارسی بولئَ جواثر''مقالہ نگار: ڈاکٹرایاز قادری) سندھی لینگویج اتھارٹی،حیدرآباد،سندھ۔